مدلل ختمِ شریف

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مرنے کے بعد انسان کو اپنے نیک اَعمال سے فائدہ ہے اور بُرے اَعمال سے اگر توبہ نہیں کی تو عذاب ہے۔(الاماشاءاللہ) حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُمّت کی خیر خواہی پر اُس کے مرنے کے بعد "ایصالِ ثواب" (ثواب پہنچانے کے عمل) کا قانون جاری فرمایا، جس سے مُردے کو مرنے کے بعد اگر عذاب کا مستحق ہے تو عذاب ٹَل جائے۔ اُس ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ خَیرات (یعنی کھانا کھلانا) ہے۔ اُس کے ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی شامل ہو تو میّت کو ہزاروں راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔

اِسی لئے ہم اہلِ سنّت میّت کو مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے عمل میں لاتے ہیں۔ اُن میں ایک طریقہ خَیرات (یعنی کھانا کھلانا) کے ساتھ "خَتم شریف" بھی پڑھا جاتا ہے۔ اُسے وہابی، دیوبندی و دیگر گمراہ فرقے ناجائز بلکہ بعض ظالم تو اُسے حرام کہہ دیتے ہیں۔ دلیل صرف یہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خَتم شریف نہیں پڑھا، صحابہ کرام سے کہیں ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اُن کے سوالات کے جوابات ہم آگے چل کر عَرض کرتے ہیں۔ یہاں خَیرات (یعنی کھانا کھلانے) کے فائدہ کی ایک کہانی حاضر ہے۔

حکایت: ایک دولت مَند کی کسی بُزرگ سے دوستی تھی۔ وہ بُزرگ بہت عَرصہ کے بعد اُس دولت مَند سے ملنے کے لئے آئے تو معلوم ہوا کہ اُس کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ بُزرگ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے، اُنہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے۔ واپس آ کر اُس کے وُرثاء[1] سے کہا کہ دیگیں پکاؤ، جو آئے کھلاتے جاؤ۔ پھر جا کر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی اور عذاب ٹَل چکا تھا۔ کوئی اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ کھانا کھا گیا جس کی دعا سے عذاب ٹَل گیا۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ جولائی ۱۹۸۱ء)

یہ رسالہ وہابیوں دیوبندیوں کا مرکزی ہَفت روزہ ہے۔

انکشاف: "وہابی دیوبندی" اِس لئے نہیں منع کرتے کہ اُنہیں دین کا درد ہے۔ دین کا درد ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ عُرس، گیارہویں، میلاد شریف، جمعراتیں، سوئم، چہلم، قل خوانی کا کھانا نہ کھاتے۔ آزما کر دیکھ لیں کہ حرام، ناجائز، بِدعت کہتے رہیں گے جب کھانے کا وقت آئیگا اوروں سے زیادہ کھا جائیں گے۔

منع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ انگریز کی تیار کردہ نجدی وہابی تحریک کے حامی ہیں اِسی لئے اُنہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ انگریز نے مُعتزِلہ فرقہ کے اُصول کو دوسرا رنگ دے کر کھڑا کیا۔ اِس کی تفصیل فقیر کی کتاب "إِعَانَةُ ٱلْأَحْبَابِ بِإِيصَالِ ٱلثَّوَابِ" اور "مُردہ کا سرمایہ" کا مطالعہ کریں۔

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلہ

۴ ج ۱۴۱۱ھ

1) (ورثاء: وہ افراد جو کسی کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں۔)(نوری)

طریقہ ایصال ثواب: صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس عِبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو اُس عِبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اے اللہ اِس عِبادت کا ثواب فُلاں شخص کی روح کو پہنچا دے مثلاً قرآن مجید کی سورتیں یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل (نفلی) نماز پڑھ کر یا کسی محتاج (ضرورت مند) کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے: "اللھم اوصل ثواب ھذہ العبادۃ الیٰ فلان"

یعنی الٰہیٰ اِس عبادت (قرأت کلام وصدقہ طعام) کا ثواب فُلاں کو پہنچا دے۔

عُلماء کا مشہور طریقہ ثواب پہنچانے کا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ أَوْصِلْ ثَوَابَ هٰذِهِ ٱلْكَلِمَاتِ ٱلطَّيِّبَاتِ ٱلزَّاكِيَاتِ (قرآن مجید کے علاوہ اگر کسی اور چیز کا ثواب پہنچانا مطلوب ہو تو اُس کا نام لے لیا جائے مثلاً طعام، پانی وغیرہ) إِلىٰ أَرْوَاحِ جَمِيعِ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَٱلصُّلَحَاءِ وَٱلشُّهَدَاءِ، خُصُوصًا بِرُوحٍ پُرفُتُوحٍ مُعَطَّرٍ مُعَنْبَرٍ تُرْكِيٍّ، سُلْطَانِ ٱلْأَنْبِيَاءِ، بُرْهَانِ ٱلْأَوْلِيَاءِ، جَنَابِ حَضْرَةِ أَحْمَدَ ٱلْمُجْتَبىٰ، مُحَمَّدٍ ٱلْمُصْطَفىٰ ﷺ، وَإِلىٰ أَزْوَاجِ ٱلطَّاهِرَاتِ وَبَنَاتِ ٱلْمُكَرَّمَاتِ، وَإِلىٰ أَزْوَاجِ ٱلْخُلَفَاءِ ٱلْأَرْبَعَةِ، وَسَائِرِ ٱلصَّحَابَةِ مِنَ ٱلْمُهَاجِرِينَ وَٱلْأَنْصَارِ، خُصُوصًا أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرٍ ٱلصِّدِّيقِ رَضِيَ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ، وَأَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ، وَأَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ، وَأَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ ٱللّٰهُ وَجْهَهُ، وَأُمِّ ٱلْمُؤْمِنِينَ خَدِيجَةَ ٱلْكُبْرىٰ، وَعَائِشَةَ ٱلزَّكِيَّةِ، وَسَيِّدَةِ ٱلنِّسَاءِ فَاطِمَةَ ٱلزَّهْرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُنَّ، وَسَيِّدِ ٱلشُّهَدَاءِ ٱلْإِمَامِ ٱلْحَسَنِ وَٱلْإِمَامِ ٱلْحُسَيْنِ، وَشُهَدَاءِ بَدْرٍ، وَشُهَدَاءِ أُحُدٍ، وَشُهَدَاءِ كَرْبَلَاءَ، وَٱلْأَرْبَعَةِ ٱلْأَقْطَابِ، وَأَئِمَّةِ ٱلْمَذَاهِبِ ٱلْأَرْبَعَةِ، وَأَهْلِ ٱلْبُيُوتِ ٱلْعَشَرَةِ، وَٱلْإِمَامِ ٱلْأَعْظَمِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَٱلْإِمَامِ ٱلشَّافِعِيِّ، وَٱلْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَٱلْإِمَامِ مَالِكٍ، رَحِمَهُمُ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ أَجْمَعِينَ، وَبِرُوحِ حَضْرَةِ پِيرَانِ پِيرٍ، ٱلشَّيْخِ مُحْيِي ٱلدِّينِ سَيِّدِ عَبْدِ ٱلْقَادِرِ ٱلْجِيلَانِي، وَشَيْخِ ٱلشُّيُوخِ حَضْرَةِ شِهَابِ ٱلدِّينِ ٱلسُّهْرَوَرْدِي، وَخَوَاجَةِ ٱلْخَوَاجَگَانِ حَضْرَةِ مُعِيْنِ ٱلدِّينِ ٱلْچِشْتِي، وَحَضْرَةِ خَوَاجَةِ بَهَاءِ ٱلدِّينِ ٱلنَّقْشَبَنْدِ، وَحَضْرَةِ ٱلْمُجَدِّدِ ٱلْفِ ٱلثَّانِي ٱلسِّرْهَنْدِي، رَحِمَهُمُ ٱللّٰهُ تَعَالىٰ أَجْمَعِينَ، وَجَمِيعِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَاتِ، خُصُوصًا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ (اِسْمُ ٱلْمَيِّتِ).

اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ هٰؤُلَاءِ ٱلْأَجِلَّاءِ، أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي ٱلْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ، وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِٱلصَّالِحِينَ، وَٱغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا وَلِجَمِيعِ ٱلْمُؤْمِنِينَ.

آمِينَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ ٱلرَّاحِمِينَ.[2]

دیوبندی وھابی کے گھر کی گواھی:

یہ لوگ خَتم شریف ودیگر مَسائل میں اَہلِ سنّت کے زیادہ روڑے اٹکاتے ہیں۔ فقیر اُن کے رسالہ (ہفت روزہ خدام لاہور شیر انوالہ گیٹ کے شیخ التفسیر کی نگرانی میں شائع ہونے والا) کا سالِم مضمون ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹،۱۰ پیش کرتا ہے تاکہ مُخالفین انکار کریں تو مار کھائیں اُس میں کہا ہے۔

2) یعنی: اللہ تعالیٰ! ان پاکیزہ اور بہترین کلمات کا ثواب (جو قرآن مجید کے علاوہ ہے) پہنچادے تمام انبیاء، صلحاء، اور شہداء کی ارواح کو، خاص طور پر روحِ پر فتوح معطر اور خوشبودار، تمام انبیاء کے سردار، دلیلِ اولیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی ارواح، اور ان کی پاک بیویوں اور عزت ماب بیٹیوں کی ارواح کو، اور خلفاء اربعہ (حضرت ابو بکر الصدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب) اور تمام صحابہ کرام کی ارواح کو، خاص طور پر امیر المومنین حضرت ابو بکر الصدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی ابن ابی طالب، اور مؤمنین کی مادرِ جنت حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت عائشہ الزکیہ، اور حضرت فاطمہ الزہرا کی ارواح کو، اور سید الشہداء امام حسن، امام حسین، اور تمام شہداء بدر، اُحد، اور کربلاء کی ارواح کو، چہار پیر، چہار مذہب، اور چہار دہ خانوادہ کے بزرگوں کی ارواح کو، اور امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک، اور حضرت پیران پیر شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہر وردی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کی ارواح کو، اور تمام مؤمنین ومؤمنات خصوصاً فلاں بن فلاں (نام میت) کی روح کو۔ "اللہ تعالیٰ! ان تمام بزرگوں کی حرمت کی وجہ سے ہماری تمام معاملات کی بہترین انجام دہی، دنیا و آخرت میں ذلت سے بچاؤ، اور ہمیں اسلام پر موت عطا فرمائیں، اور صالحین میں شامل کریں، اور ہمیں اور تمام مؤمنین کو بخش دیں۔ آمین، اے اللہ! اپنی رحمت سے۔ (نوری)

ایصالِ ثواب کے دو طریقے:

ذکرِ الٰہی کے علاوہ ایصالِ ثواب کے متعلق چیزیں پیش کرنی ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچانے کے دو طریقے لکھے ہیں۔ یہ دو طریقے حضرت امام ربانی مُجدِّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قُدّس اللہ سِرُّہ نوّرَ اللہ مرقدہٗ اپنے "مکتوبات شریف" میں فرماتے ہیں کہ اگر میّت کو اِس طرح ثواب پہنچایا جائے جیسے میں کہوں: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یا اللہ اِس بسم اللہ کا ثواب بہ طُفیل نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فُلاں بن فُلاں کو پہنچادے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یا اللہ! اِس بسم اللہ کا ثواب اِسی طرح ہر نیکی قرآن خوانی وغیرہ اور خَیرات وغیرہ کا ثواب فُلاں بن فُلاں کو پہنچادے اور اس کے وہ رشتہ دار (اہل ایمان) جو فوت ہو چکے ہیں اُن کو پہنچادے، تو فرمایا حضرت امام ربانی مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ دونوں طریقوں سے میّت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ اُس طرح بھی ٹھیک ہے اِس طرح بھی ٹھیک ہے دونوں طریقوں سے ثواب پہنچ جاتا ہے۔ بہر حال ایک چیز یہ ہے کہ میّت کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں اور حضرت مُجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیصلے کے مطابق دونوں طریقے ٹھیک ہیں۔

براہ راست ایصالِ ثواب کرنا زیادہ مفید ہے: ہاں! حضرت مُجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمایا کہ براہِ راست بھیجنا (یعنی بلاواسطہ ثواب پہنچانا) میّت کے لئے زیادہ مُفید (فائدہ مند) ہے اور بالواسطہ (یعنی کسی ذریعے سے) بھیجنا میّت کے لئے اِتنا مفید نہیں جتنا زیادہ مفید ہے براہِ راست بھیجنا۔ اِس نکتے کو اُنہوں نے بیان بھی فرمایا کہ اگر کوئی چیز ایصالِ ثواب کی جائے بلاواسطہ (براہِ راست)، کہ یا اللہ! اِس کا ثواب میری امّاں کو پہنچے، تو فرماتے ہیں کہ پھر وہ میّت، وہ روح (جان)، وہ انسان اُس چیز کو لے کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے سامنے پیش کرتا ہے کہ یہ آپ کی بدولت (آپ کے وسیلے سے) یعنی آپ نے راستہ بتلایا کہ اِس ذریعے سے زندہ انسان مردہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی برکت (فضل) ہے کہ ہمیں موت کے بعد بھی خدا کی طرف سے زندہ انسانوں کے ذریعے سے فائدے اور نعمتیں پہنچ رہی ہیں، تو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ خوش ہو کر کچھ بڑھا دیتے ہیں (یعنی اضافہ فرماتے ہیں)، تو اِنعام و اِکرام زیادہ ہو جاتا ہے، اور اگر ایصالِ ثواب ہو تو طفیل (واسطے سے) تو وہ چیز اُس راستے سے آتی ہے، اُس کے اندر بڑھاوٹ (اضافہ) اور زیادتی (مزید اضافہ) اور کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ بہر حال کچھ ایسی اُنہوں نے چیز نہایت بہترین طریقے سے سمجھائی ہے اور فوقیت (افضلیت) دی ہے کہ طریقے کو براہِ راست ایصالِ ثواب کیا جائے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اِس مضمون میں منکرینِ خَتم شریف اور دیگر جُملہ اَفعال (جیسے قل خوانی، جمعراتیں، گیارہویں، عرس) کے بارے میں جھگڑا (تنازعہ) بیان کیا گیا ہے کہ اُن تمام اُمور کا ایصال ثواب سے تعلّق ہے، اور صرف نام کے بدلنے (تبدیلی) سے کوئی کام نہیں بگڑتا۔ شریعت کا قانون (اسلامی قانون) یہی ہے کہ نام بدلنے (تبدیلی) سے عمل کی نوعیّت پر اَثر نہیں پڑتا۔ جیسے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے مدرسہ (تعلیمی ادارہ) کا نام "صُفّہ" تھا اور طالب علموں کو "اصحابِ صُفّہ" کہا جاتا تھا، لیکن اب تعلیم کی جگہ کے ہزاروں نام بدل چکے ہیں جیسے دارالعلوم، درسگاہ، اسکول، جامعہ، یونیورسٹی وغیرہ۔ اور "اصحابِ صُفّہ" کے بجائے اب اُن طُلباء کو طالب علم، شاگرد، مُتعلّم، اسٹوڈنٹ (Student)، تِلمیذ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اِس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اِسم (نام) میں تبدیلی عمل یا مقصد کی حقیقت کو متاثر نہیں کرتی۔ بالکل اِسی طرح ایصالِ ثواب کے مختلف طریقوں میں نام بدلنے سے کوئی فَرق نہیں آتا، اور یہ سب فی سبیل اللہ (اللہ کی رضا کے لیے) عمل ہیں جو کسی فساد کا باعث (سبب) نہیں بننا چاہیے۔

بڑے مولوی دیوبندی مان گئے: مضمونِ مذکور میں دیوبندی نے لکھا:

(ا) تین طریقے ایصالِ ثواب کے ہیں یہ کس حدیث میں ہیں۔ اگر مفہوم ہے تو بِدعت ہے اور "كُلُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ"[3] ہر بدعت گمراہی ہے کا حکم کہاں گی؟ تو یہی ماننا پڑا، یہ بدعتِ حسنہ ہے۔ یہی ہم مَنوانا چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں مانتے۔

---

3) (سنن النسائی، کتاب الجمعة، کیف الخطبة، 188/3، الحدیث 1578، : مکتب المطبوعات الإسلامیة حلب الطبعة: الثانیة، 1406ھ/ 1986ء)
(سنن ابن ماجه، افتتاح الکتاب في الإیمان وفضائل الصحابة والعلم، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین، 15/1، الحدیث 42، دار إحیاء الکتب العربیة فیصل عیسی البابي الحلبي)

(۲) دیوبندی نے لکھا کہ براہِ راست ایصالِ ثواب کا یہ فائدہ ہے کہ میّت اُس چیز کو لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے پیش کرتا ہے تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد میّت کو شعور ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، تو یہ غلط عقیدہ کہ وہ تو مر کر مٹی میں مل گیا تو پھر اُس سے فائدہ لینا دینا کیا معنیٰ؟

(۳) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو مدینہ پاک میں اور مُردہ کو ثواب ملا پاکستان میں۔ تو مردہ مدینہ پاک اتنی جلدی کیسے پہنچ گیا؟ تو پھر کیوں نہیں مانتے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر و ناظر ہیں (یعنی ہر جگہ موجود اور دیکھنے والے ہیں)، وہ بَرزخ کا علم ہو یا دنیا کا۔

(۴) دیوبندی نے لکھا حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی طرف سے خوش ہو کر بڑھا دیتے ہیں تو مان لو کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مختارِ کُل ہیں (یعنی ہر چیز کے مالک اور اختیار رکھنے والے ہیں) ورنہ اگر (معاذ اللہ) عاجِز ہیں (یعنی بے بس اور بے اختیار ہیں) تو مردے کو خوش ہو کر بڑھا دینے کا کیا مطلب۔

نوٹ: الحمدللہ ہم اہلِ سنّت اپنے اہلِ اَموات (یعنی اپنے دنیا سے گزرے ہوئے مسلمانوں) کو براہِ راست ایصالِ ثواب (یعنی نیکیوں کا تحفہ پہنچا کر) کر کے اُنہیں بارگاہِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (یعنی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مقدس دربار) سے بے بہا انعامات دلوا رہے ہیں اور دیوبندی وہابی اِس نعمت سے محروم ہیں۔

فاتحہ خوانی کی وجہ تسمیہ: اَہلِ اسلام میں مُدّتِ مدید (یعنی بہت پرانے زمانے) سے یہ دَستور چلا آیا ہے کہ جب کسی میّت (یعنی انتقال کر جانے والے) کے نام سے کچھ کھانا یا شیرینی دینا چاہتے ہیں تو سورہ فاتحہ اور سورہ تبارک وغیرہ پڑھ کر اُس میّت کے لئے (ایصالِ ثواب) کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پڑھا اور یہ جو کچھ خَیرات دی جاتی ہے، اُس کا ثواب بطفیلِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وسیلے سے) فُلاں میّت کو پہنچے۔ عوام میں اِس کا نام "فاتحہ" ہے۔ اِس لئے کہا جاتا ہے کہ آج فُلاں میّت یا فُلاں بُزرگ کی فاتحہ ہے۔ اصل میں "فاتحہ" نام ہے "الحمد شریف" (یعنی سورۃ الفاتحہ) کا، چونکہ الحمد شریف اُس وقت پڑھی جاتی ہے اِس لئے اُس کُل عمل کا نام "فاتحہ" قرار پایا۔

"تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِإسْمِ جُزْءِهٖ" یعنی کُل شی کا اُس کے جز سے نام رکھنا۔

اِس کا عام طور پر جو طریقہ مروّج (یعنی عام طور پر جو چلن) ہے، اُس میں قرآن مجید سے مقاماتِ ذیل (یعنی درج ذیل آیات یا سورۃ) ضرور سب کے سب پڑھ جاتے ہیں۔

(۱) کوئی سورہ یا رکوع مگر زیادہ تر "سورہ حشر" کی آخری آیات "لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ" پڑھنے کا رواج ہے، یا "سورہ فتح" کا آخری رکوع "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ" پڑھتے ہیں۔ اگر زیادہ لمبا خَتم کرنا ہو تو "سورہ فُرقان" یا "سورہ ملک" پڑھتے ہیں یا کوئی اور سورہ۔

(۲) قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ تین بار۔

(۳) مُعوّذتَین ایک ایک بار۔ یعنی سورہ الفلق و سورہ الناس۔

(۴) سورہ فاتحہ ایک بار۔

(۵) سورہ بقرہ کی پہلی چند آیات تا "هُمُ الْمُفْلِحُون" پھر بقایا آیات جو فقیر نے ایک علیحدہ رسالہ مروّجہ خَتم شریف میں لکھی ہیں یعنی "اِنّ رَحْمَةَ اللّٰهِ" سے لے کر "للهِ رَبِّ الْعٰلَمِين"۔

فائدہ: اگر پنج آیت اور دوسری سورۃ یا رکوع یاد نہ ہو تو مختصر طریقہ یہ ہے کہ اوّل تین مرتبہ درود شریف پھر تین مرتبہ سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف پھر تین مرتبہ سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ شریف پھر تین مرتبہ درود شریف (جو درود شریف بھی یاد ہو) پڑھ کر صاحبِ روح و جُملہ اَہلِ ایمان کی اَرواح کو بخشا جائے۔ جسے ہم نے "مُروّجہ خَتم شریف" میں لکھ دیا ہے۔

قبر میں مردہ کا حال: قبر میں عام مردہ کا حال ایسے ہے جیسے کوئی اندھے کنوئیں میں ہو، وہ فریادی ہوتا ہے۔ ایسے زندوں کی طرف سے دعائیں اور خَیرات اور قرآن خوانی ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ کر لیتی ہے۔[4] (مشکوٰۃ تلخصاً)

چند روایات و حکایات ملاحظہ ہوں:۔

---

4) (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، 728/2، الحديث2355-[33]، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

ضرورت مند مردہ: زندوں سے اہلِ اموات قُبور(قبروں) میں بہت زیادہ ضرورت مند ہیں، چنانچہ اِبنِ الدنیا نے فرمایا کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مُردوں کو دعاؤں کی حاجت(ضرورت) زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زیادہ ہے، اور اِس کی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ "اور وہ لوگ جو اُن کے بعد آئے، کہتے ہیں کہ اے رب! تو ہم کو اور ہمارے اُن بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل باحالتِ اسلام(اسلام کی حالت میں) دنیا سے رُخصت ہوچکے ہیں۔"[5]

نورانی پوشاکیں: اِبن ابی الدنیا نے ایک بُزرگ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ "ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا، تو پوچھا کہ اے بھائی! کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔"[6]

نور کے پہاڑ: اِبنِ ابی الدنیا نے ابوقلابہ سے روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں شام سے بَصرہ آیا تو ایک خندق میں اُترا۔ وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ صاحبِ قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ "تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔" "ہم جانتے ہیں کہ تم کو پتہ نہیں ہم عمل پر قادر نہیں۔ تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا ومافیہا(دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں) سے بہتر ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ اَہلِ دنیا کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے۔"[7]

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "حیوۃ الحیوان" کی دوسری جلد میں ارقام(تحریر) فرماتے ہیں:

رُوِیَ أَحْمَدُ عَنْ طَاوُسٍ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمَوْتَى يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، فَكَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْأَيَّامِ۔[8]

یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کتاب الزہد" میں طاؤس تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اِس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن دنوں میں مُردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے۔

شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "اشعۃ للمعات شرح مشکوٰۃ" میں باب زیارۃ القبور میں اِرقام(تحریر) فرماتے ہیں:

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میّت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز[9]

یعنی مستحب ہے کہ میّت کی طرف سے اُس کی وفات سے لے کر سات روز تک صدقہ و خیرات کیا جائے۔

فائدہ: الحمدللہ اہلِ سنّت اپنے مُردوں کے لئے مرتے ہی دفنانے تک پھر اُس کی روزانہ کی خیرات و دعاؤں اور قرآن خوانی سے مدد کرتے ہیں بلکہ پھر جمعراتیں اور سالیانہ وغیرہ بھی کرتے ہیں، لیکن دیوبندی وہابی مُردے محروم ہیں۔

اہلِ قبور کی ناراضگی: اِبن ابی الدنیا نے بعض مُتقدّمین سے روایت کی کہ میرا ایک قبرستان سے گزر ہوا اور وہاں دعا مانگی تو ایک غیبی آواز آئی کہ اِن کے لئے دعائے رحم کرو کیونکہ اِن میں غمگین(افسردہ) و مَحزون(دکھوں میں مبتلا) سب ہی ہیں۔ اِبنِ رجب نے روایت کیا کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم نے اپنے ہدیے(تحائف) ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ اُنہوں نے سوال کیا کہ کیا جناب مُردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ اگر زندہ نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔[10] (شرح الصدور، صفحہ ۱۰۳)

---

5) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص297، الحديث22، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ھ ١٩٩٦م)

6) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص297، الحديث23، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ھ ١٩٩٦م)

7) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص297، الحديث25، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ھ ١٩٩٦م)

8) (حياة الحيوان الكبرى، فالطاوس: الحكم، 124/2، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ھ)

9) (اشعة اللمعات، باب زيارة القبور، 716/1 إلى 717، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

10) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ص298، الحديث27، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ھ ١٩٩٦م)

ایک دوگانہ سے تمام گورستان بخشے گئے: اِبنِ نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور (روشنی) چمک رہا ہے، تو میں نے کہا کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا۔ تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اِس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اُس کا ثواب اَہلِ قبر کے لئے بخش دیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہمیں دے دیا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "پھر میں بھی ہر شبِ جمعہ کو ثواب کا ہدیہ (تحفہ) کرنے لگا تو خواب میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ فرمارہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور (روشنی) تونے ہدیہ کئے اُن کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی اور تیرے لئے جنّت میں ایک محل (عظیم گھر) تیار کیا۔"(11)

نورانی طباق: اِبنِ ابی الدنیا نے بشار بن غالب سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں حضرت رابِعہ بَصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ میں اُن کے لئے بہت دعا کرتا تھا۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بیسار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے (تحائف) مجھ کو نورانی (روشنی سے بھری ہوئی) طباقوں (ٹوکریوں) میں ریشمی (ملائم اور نرم) رومالوں (چادروں) سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔(12)

خرچ کم فائدے بے شمار: اِبن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں جو اُس کی نہ تھیں۔ "وصیت" حالانکہ مال دوسرے کا ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے لئے "دعا" حالانکہ اُس میں مسلمانوں کا کچھ خَرچ (مال یا دنیاوی فائدہ) نہیں ہوتا۔(13)

اِن تمام رِوایات سے معلوم ہوا کہ بندہ قبرستان میں جا کر تمام مُردوں کو اور اپنے عزیز و اَقارِب کو نفل (نفلی عبادتیں)، تلاوتِ قرآن اور مذکورہ مختلف سورتوں بالخصوص سورہ اخلاص کا ثواب پڑھ کر پہنچائے تو اُن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر بھی رحم فرماتا ہے اور ثواب پہنچانے والوں کو بھی خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

سوالات وجوابات

سوال: ختم شریف کا موجودہ طریقہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ثابت نہیں نہ ہی صحابہ کرام سے۔ فلہذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

جواب: یہی سوال وہابیوں دیوبندیوں کا مذہب ہے اگر یہ سوال سِرے سے غلط ہو جائے تو اُن کا مذہب ڈوب جائے گا۔ سوال اِس لئے غلط ہے کہ ہزاروں مسائل ہیں جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ تھے، تو کیا وہ بھی گمراہی ہے مثلاً مسجد کے مینار و محرابِ موجودہ اور قرآن کے تیس پاروں کی تقسیم اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام اور اَعراب زیر، زبر، پیش، شدّ و مد وغیرہ، تو یہ کسی اُصولِ اسلام کے تحت جائز ہے تو ختم شریف بھی اُسی اسلامی اصول سے جائز ہے۔

اُصولِ اسلام: بِدعت دو قسم کی ہے: (۱) حسنہ (۲) سیئہ

حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعة اللمعات، جلد اول، باب الاعتصام زیر حدیث "کل بدعة ضلالة" میں فرماتے ہیں:

---

11) (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور. في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه. ص298. الحديث28. دار المعرفة –لبنان. الطبعة: الأولى. ١٤١٧هـ ١٩٩٦م)

12) (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور. في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه. ص298. الحديث29. دار المعرفة –لبنان. الطبعة: الأولى. ١٤١٧هـ ١٩٩٦م)

13) (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور. في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه. ص298. الحديث31. دار المعرفة –لبنان. الطبعة: الأولى. ١٤١٧هـ ١٩٩٦م)

آنچه مو افق اصول وقواعد سنّت است وقیاس کرده شده اوست آں را بِدعت حسنه گویند و آنچه مخالف آن باشد باعث ضلالت گویند۔

یعنی جو بِدعت اُصول و قواعِد، سنّت کے مُوافِق ہو اور اُس سے قِیاس کی ہوئی ہو اُس کو بِدعت حسنہ کہتے ہیں اور اُس کے خلاف کو گمراہی یعنی بِدعت سیئہ۔

تائید: مشکوٰۃ شریف، باب العلم میں خود حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مذکورہ بالا اُصول کی تائید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ [14]

یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اُس کو اُس کا ثواب ملے گا اور اُن کا بھی جو کہ اُس پر عمل کریں گے اور اُن کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اُس پر اُس کا گناہ بھی ہے اور اُن کا بھی جو اُس پر عمل کریں اور اُن کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

فائدہ: اِس حدیث میں بدعت کو لفظِ سنّت سے تعبیر کیا گیا ہے اور دو قسمیں حَسنہ اور سیئہ ظاہر ہیں جن کو دوسرے الفاظ میں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ جس بدعت کی اسلام میں مذمّت کی گئی ہے وہ بدعتِ سیئہ ہے اور جس پر عمل ہو رہا ہے وہ بدعت حسنہ ہے۔ اگر یہ قاعدہ نہ مانا جائے تو اسلام کے بے شمار مسائل ختم ہونے چاہئیں جن کی بے شمار مثالیں فقیر نے "اَلْعِصْمَةُ عَنِ الْبِدْعَةِ" میں قائم کی ہیں۔

بِدعت پر ثواب: حضرت الامام العلّامہ سیّدی عبد الغنی قُدِّسَ سِرّہٗ القُدسی "حدیقه ندیه" میں فرماتے ہیں: "نیک بات اگرچہ بدعت ونَو پَید (نیا ایجاد شدہ) ہو اُس کا کرنے والا سنّی (سنّت پر عمل کرنے والا) ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔ اِس لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنّت نکالنے والا فرمایا، تو ہر اچھی بات کو سنّت میں داخل فرمایا اور اِسی ارشادِ اَقدس میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو کوئی ایسی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اُس پر عمل کریں گے سب کا اُسے ثواب ملے گا۔ خواہ اُس نے یہ بات ایجاد کی ہو، اُس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات ہو یا کچھ اور۔"[15]

اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "کیمیائے سعادت" میں فرماتے ہیں:

"ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اُسے ترک کر دیا جائے بلکہ بہت سی بِدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں، ہاں! وہ بدعت واجب الترک (چھوڑنا لازم) ہے جو خلافِ سنّت ہو۔"

"فتح المبین" میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "بدعت[16] کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو کتاب (قرآن مجید) وسنّت (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ) یا اَثر (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال واعمال) یا اِجماع (امت کے متفقہ فیصلہ) کے خلاف ہو، وہ بدعت سیئہ (بری بدعت) ہے۔ دوسری بدعت یہ کہ کوئی ایسا نیک کام جاری کیا جائے جو کتاب وسنّت اور اَثر واِجماع کے خلاف نہ ہو، وہ بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) ہے۔"[17]

تائید فاروقی: اگر ہر بدعت بُری ہوتی تو تراویح رمضان المبارک کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نہ فرماتے۔

"نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ"[18] یعنی یہ بدعت اچھی ہے۔

---

14) (مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الأول، 72/1، الحديث210-[13]، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

15) (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية للنابلسي، أقسام البدعة، ص332، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: 2011م)

16) (ایسا نیا کام جو دین میں شامل کیا جائے۔)(نوری)

17) (الفتح المبين بشرح الاربعين للإمام النّووي، شرح الحديث الخامس من الأحاديث الأربعين، ص263، دار الكتب العلمية، الطبعة: 2007م)

18) (شعب الإيمان كتاب الصلاة، تحسين الصلاة، 549/4، الحديث: 2999، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، الطبعة: الأولى، 1423ھ 2003م)

(جامع الأصول، الكتاب الثاني: في الاعتصام بالكتاب والسنة الباب الأول: في الاستمساك بهما، 278/1، رقم الحديث: 67، دار الكتب العلمية، الطبعة 1389ھ، 1969م)

دعوتِ غور وفکر: غور فرمایئے کہ خَتم شریف میں وہ کون سی چیز ہے جس کو بُرا کہا جائے۔ مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، سیّدِ عالم ﷺ کے حکم پر قرآن خوانی ہوتی ہے اور علماءِ کرام یا حُفّاظِ قرآن یا صرف چند آیات (خَتم شریف) پڑھ کر اُس مجموعہ کا ثواب میّت کی روح پر فتوح کو بخش دیا جاتا ہے اور شیرینی یا طعام (کھانا) حاضرین میں تقسیم کر دیتے ہیں اور یہ سب چیزیں الگ الگ بلاشک وشُبہ مُباح اور جائز ہیں، تو اُن کا مجموعہ کیوں حرام ہو گیا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''اعانۃ الاحباب'' میں دیکھئے۔

سوال: خَتم شریف میں آیات کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھنے کا کیا جَواز ہے ایک جگہ سے پڑھ لیا جائے تو کیا حَرَج ہے؟

جواب الزامی: پہلے عرض (بیان) کیا گیا ہے کہ میّت کو قرآن مجید کے ثواب (نیکی کا اجر) پہنچانے سے راحت (آرام وخوشی) ملتی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف سورتوں اور آیات کا ثواب زیادہ ہے اور یہ اسلامی قاعدہ (اصول وضابطہ) ہے کہ جب قرآن مجید سے غرض وغایت (مقصد ومطلب) مختلف آیات سے حاصل ہوتی ہے تو ٹکڑے ٹکڑے آیات پڑھنا جائز (درست و قابل اجازت) ہے مثلاً مقرر (تقریر کرنے والا) تقریر کرتا ہے وہ نماز کے فضائل ایسے ہی زکوٰۃ وغیرہ کوئی آیت کہیں سے پڑھیگا کوئی آیت کہیں سے، تو یہ شرعاً (دین کے قانون کے مطابق) جائز ہے تو خَتم شریف میں بھی جائز ہے۔ ایسے ہی مناظر (مباحثہ کرنے والا) مناظرہ میں دلائل (ثبوت ودلیلیں) دے گا تو مختلف آیات پڑھے گا۔ ایسے ہی نماز میں امام صاحب جب پہلی رکعت میں کچھ پڑھے گا اور دوسری میں اور آیات پڑھے گا تو یہ قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے (الگ الگ حصے) جائز ہیں تو خَتم شریف کے لئے بھی جائز ہیں۔

جواب تحقیقی: جب طے (فیصلہ) ہو گیا کہ قرآن مجید کے ثواب سے عالمِ برزخ (مرنے کے بعد قبر کا مقام) میں برزخ والوں (قبر میں موجود لوگوں) کو راحت و فرحت (آرام اور خوشی) نصیب (حاصل) ہو جاتی ہے چونکہ سالم (پورا) قرآن مجید پڑھنے کے لئے وقتِ طویل (زیادہ وقت) کی ضرورت ہے لیکن اتنا ہر ایک کو وقت کہاں کہ سالم (پورا) قرآن مجید خَتم کیا جائے۔ اسلاف (پہلے کے نیک لوگوں) نے قرآن مجید کی وہ چند آیات جمع کر لی کہ جن کے پڑھنے سے سالم (پورا) قرآن مجید کا ثواب (اجر) مل جائے بلکہ مزید بر آں (اس سے بھی زیادہ) چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عاجز (کمزور و بے بس) ہے کہ رات کو تہائی (تیسرا حصہ) قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی (سوال کیا) حضور ﷺ کون ہے جو تہائی (تیسرا حصہ) قرآن رات کو پڑھ لیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ" "يَعْدِلُ ثُلُثَ ٱلْقُرْآنِ." [19] (رواہ مسلم والبخاری والنسائی ومالک وابوداؤد)

یعنی قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اِسی لئے ہم خَتم شریف میں سورہ اخلاص تین بار پڑھتے ہیں۔ اِسی طرح باقی سورتوں اور آیات کے فضائل بھی ہیں جن کے پڑھنے سے بہت بڑا اجر وثواب۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ (الجمعۃ:4) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

مزید وضاحت: اِس قاعدہ (اصول) کو نہ بھولیں کہ میّت کو قبر میں بہت بڑے ثواب کی ضرورت ہے، یہ ایسے ہے جیسے کوئی مسافر (سفر کرنے والا) دوسرے غیر ملک (پردیس) میں ہو تو اُسے روپوں پیسوں وغیرہ سے بذریعہ ڈاک (خط وپیغام کے ذریعے) اُس کی ہر طرح ضرورت پوری کی جائے گی ایسے ہی مردہ دوسرے ملک (عالم برزخ) میں ہے اُس کے لئے ثواب (اجر ونیکی) ہر طرح کا چاہے۔ اِس کے متعلق حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوبندیوں کے پیر ومرشد (روحانی پیشوا) "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں لکھتے ہیں کہ جو شخص کھانے وغیرہ سے قرآنی آیات کا ثواب بھی ملا دے گا تو سونے پر سہاگہ (مزید فائدہ) ہو گا کہ اُس غریب مسافر (قبر میں موجود میّت) کو بہت زیادہ آرام (راحت) پہنچائے گا لیکن یہ دیوبندی وہابی اپنے مردوں کے تو دشمن (بدخواہ) ہیں دوسرے مسلمانوں کو بھی روکتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ

---

19) (مشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، 656/1، الحدیث: 2127-[19]، المکتب الإسلامي – بیروت، الطبعۃ: الثالثۃ، 1985م)

بعض لوگ زندوں کے دشمن (بدخواہ) ہوتے ہیں۔ یہ مُردوں کے بھی دشمن ہیں۔ خلاصہ (نتیجہ) یہ کہ طعام (کھانے پینے) کے ثواب کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی مُردوں (وفات یافتگان) کو بھیجا جائے گا تو اُس کا کام بن جائے گا۔ سالِم (پورا) قرآن مجید پڑھنے میں بڑا وقت (مدت) چاہیے اِسی لئے چند آیات کا انتخاب (چناؤ) کیا گیا اور یہ قرآن مجید کا خاصہ (خصوصیت) ہے کہ اُس کی ہر سورۃ اور رکوع اور آیات میں بے بہا خزانے (بے شمار نعمتیں) ثواب کے مخفی (چھپے ہوئے) ہیں۔ اِسی لئے اگر چند آیات پڑھ کر میّت کو ثواب پہنچا کر اُس کی عذاب (سزا) سے جان چھڑا لی جائے تو اِس سے وہابی دیوبندی کا کیا بگڑتا ہے۔

آیاتِ خَتم شریف کے مختصر فائدے

اعوذ بالله الخ: ہر تلاوت (قرآن پڑھنے) کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ اُس میں ثواب (اجر) کے علاوہ اُس سے شیطان بھاگتا ہے، تجربہ شاہد (تجربہ کرنے والوں کا کہنا) ہے کہ خَتم شریف (قرآن پاک مکمل کرنے کی دعا یا مجلس) میں جونہی اعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) شروع ہوا تو جِن شیطان (جنات قسم کے شیطان) بھاگتے ہیں لیکن ہم نے اِنس شیطان (انسانی شیطان، یعنی برے انسان) بھی بھاگتے دیکھے۔ اعوذ کی برکت ہے مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ یعنی شیطانوں سے پناہ مل گئی۔

بسم الله الخ: حدیث شریف میں ہے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بار پڑھ کر مُردے کو بخشا جائے تو بَہشت (جنت) کا ٹکٹ عطا ہوتا ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" میں بھی لکھا ہے۔ اُس کی ایک حکایت بھی لکھی ہے ایک بار پڑھنے کا ثواب بھی کچھ کم نہیں۔[20]

لقد جاء کم رسول الخ: (فقیر کے جمع کردہ خَتم شریف میں یہی آیت یاد کریں) دیوبندیوں وہابیوں کے امام ابن القیم نے "جلاء الافہام" میں لکھا ہے کہ سیدنا شبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہر نماز کے بعد اُسے پڑھتے پھر کہتے: "اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ." تین بار اُنہیں حضور اکرم ﷺ نے زیارت سے مشرف فرمایا اور لبوں کو بوسہ دیا اور فرمایا: "یہ اِسی آیت کی وجہ سے ہے۔"[21] اس کی حبیبِ خدا ﷺ کی بارگاہ میں قدر و منزلت ہے تو زیارت (دیدار) سے مشرف (سرفراز) فرمایا، ہمیں تو ہزاروں بار تسبیح کھڑکانے سے یہ شرف نہیں ملتا۔ کوئی اور آیات اور سورۃ ہو تو بھی قرآن کا ہر حصّہ رحمت کا خزانہ ہے جو صرف اور صرف سنّی مردے کو نصیب ہوتا ہے۔

قل هو الله احد الخ: اِس کا ثواب تہائی قرآن (قرآن کا ایک تہائی حصہ) کے برابر ہے، تین بار پڑھنے سے سالِم (پورے) قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ اِسے کہتے ہیں کم خرچ (کم محنت) بالا نشین (اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنا)۔

معوّذتَین: اِن دونوں سورتوں کے فضائل و برکات کا کیا کہنا کہ اِنہی دو سورتوں سے حضور اکرم ﷺ نے سحر (جادو) کی بیماری سے شفاء پائی اِن سے اگر ہمارے قبر کے بیماروں کو نجات مل جائے تو کیا کہنا۔

سورۃ الفاتحه: اِس کے لئے اَحادیثِ صحیحہ میں وارد ہے کہ نہ اِس کے مثل تورات میں کوئی سورت اُتاری گئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں، اور باعتبارِ ثواب (اجر کے لحاظ سے) یہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔

یہ سَبعَ مَثانی (سات آیات والی سورت، سورہ فاتحہ) اور قرآن عظیم کی جان ہے، کہ جو کچھ قرآن میں ہے، سب سورہ فاتحہ میں ہے۔

اِسی لئے اِس سورہ مبارکہ کا ایک نام "اُمّ الکتاب" (کتاب کی ماں) ہے۔

آیات سورۃ البقرہ: تا "اَلْمُفْلِحُوْنَ" کے بھی اَحادیث میں بکثرت فضائل ہیں، بلکہ فاتحہ کے بعد تا "اَلْمُفْلِحُوْنَ" پڑھنا توسنّت ہے۔

بعض دیوبندی یہاں تک پڑھ کر خَتم کر ڈالتے ہیں۔ عوام کو تاثّر دیتے ہیں کہ ہم نے سنّت پر عمل کیا ہے، لیکن اُنہیں عوام لنڈا خَتم (سستی طور پر خَتم) کہہ دیتے

---

20) (تحذیر الناس از مولوی قاسم نانوتوی، ص 59، دار الکتاب، دیوبند، یوپی، 1997ء)

21) (جلاء الأفهام لابن القيم. الفصل العاشر. فصل: الموطن الخامس والثلاثون من مواطن الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم عقيب الصلوات. ص 434. دار العروبة – الكويت. الطبعة: الثانية. 1407هـ/ 1987م)

ہیں۔ہاں، اِن دیوبندیوں سے کون پوچھے کہ وہ سنّت تو سالم قرآن کی تلاوت (پورے قرآن کی پڑھائی) کی حیثیت سے ہے اور تم نے عوام کو دھوکہ دے کر اُسے سنّت کہہ دیا۔ حالانکہ یہ طریقہ بھی بدعت ہے۔ بتایئے، بدعت کو سنّت کہنے کا کتنا گناہ ہے؟ جہنّم میں جانا پڑے گا، تو پھر کیا کروگے؟

پانچ آیات: منتخبہ آیتیں جنہیں عُرفِ عام میں پنج آیت کہا جاتا ہے اُنہیں ہر ایک آیت کا شمار کون کرے۔

درود شریف: اسی ثواب کے اضافہ کے ارادہ پر پڑھا جاتا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تہلیل پر خَتم کرکے، مجموعۂ کلام حاضرین سے ملا کر، پھر سب مل کر مردہ کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ دعا کے وقت اَہلِ خانہ، قرّاء (قاری حضرات)، صُلَحاء (صالحین)، اَہلِ علم، پڑوسیوں اور برادری کا اکٹھا ہونا، یہ سب حضور اکرم ﷺ، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا طریقہ ہے۔

رحمتِ حق بہَانہ مِی جَوید: صدقات، خیرات، قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب کے ساتھ اجتماعی دعا کا یہ فائدہ ہے چالیس (۴۰) آدمی خالی ہاتھ اُٹھائیں، تو اللہ تعالیٰ اُنہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اِس طرح مُردہ کی نجات کا بہانہ بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں کیلئے معمولی سا وسیلہ چاہیے اور وہ ہم نے کردیا، آگے بخشنے والا وہ کریم ہے۔ فرماتا ہے: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي[22] یعنی میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی۔

قاعدہ روحانیہ: اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنا چاہتا ہے پکڑنا نہیں چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بڑے بڑے مُجرموں کو معمولی سی بات پر بخش دیتا ہے۔

حکایت: ایک بندے کو دوزخ کے دروازے پر جہنّم میں داخل کرنے والے ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ سے فرمان آئے گا اِسے چھوڑ دو میں نے اِسے بخش دیا۔ وہ بندہ عرض کرے گا میرے بخشے جانے کا مُوجِب (سبب) کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے پیاسے کتّے کو پانی پلایا، اِس لئے میں نے بخش دیا۔[23] (بخاری ملخصًا)

اِنتباہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن اور نبی آخر الزّمان ﷺ کی عزّت و احترام بہت زیادہ ہے جیسا کہ اَحادیثِ مبارکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ اُن کے درمیان میں واسطہ سے بے شمار مجرم نجات پائیں گے۔ اِسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پیاسے کتّے کے سبب بخشتا ہے، تو قرآن خوانی سے بھی ضرور بخشے گا اور پھر مقصودِ اصلی (اصل مقصد) قرأتِ قرآن ہے، خواہ کسی جائز طریقے پر پڑھا جائے اور خواہ اُسے کوئی بھی نام دیا جائے مثلاً خَتم شریف، گیارہویں شریف، میلاد شریف، عُرس شریف، قُل خوانی / سوئم، چہلم کی روزانہ صبح و شام کی روٹی، جمعراتیں، چہلم، سالانہ وغیرہ وغیرہ نام رکھنے سے کون سا حَرج آگیا اور ایصالِ ثواب کا اصلی مقصد کیوں فوت ہوگیا۔

برادرانِ اسلام: یقین جانیے کہ اُن غریبوں کو دراصل نجدی کی تائید اور انگریز سے وفاداری کا ثبوت دینا تھا اِسی لئے اُن کی مرضی کے حاصل کرنے کے لئے اَہلِ سنّت کے مسائل کے رنگ میں بھنگ ڈالنی ہے۔ تجربہ کرلیجئے کہ اُنہیں اور بُرائیوں کو مٹانے کا خیال تک نہ آئے گا لیکن اَہلِ سنّت کے معمولات و مسائل مٹانے پر جان کی بازی لگادیں گے۔ اِس لئے کچھ تو سوچیں کہ اس میں راز کیا ہے۔

سوال: طعام (کھانے) کے لئے خَتم پڑھنے کا کیا معنی؟ کپڑے وغیرہ مثلاً نقد رقم پر دیتے خَتم کیوں نہیں پڑھتے؟ (یعنی اگر خَتم کھانے کے لئے پڑھتے ہیں تو کپڑے یا پیسوں پر خَتم کیوں نہیں پڑھتے؟)

جواب: اوّلاً (سب سے پہلے) سمجھدار لوگ کپڑا اور رقم دیتے وقت بھی خَتم (قرآن یا دعا وغیرہ مکمل) پڑھتے پڑھواتے ہیں۔ اگر نہیں پڑھا گیا تو بھی ہمارے مسلک کا بیّن (واضح) ثبوت ہے کہ ہم خَتم کو ایصالِ ثواب (ثواب پہنچانے) کے لئے واجب (لازمی) نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اِس کے ثبوت کے لئے عمل کافی ہے کہ نقد (پیسہ) اور کپڑا پر خَتم نہیں پڑھا جاتا۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ ایصالِ ثواب کے وقت اگر کوئی خَتم پڑھنے والا نہ بھی ملے تب بھی خَتم پڑھے بغیر بھی میّت کو ثواب مل جاتا ہے۔ جیسے نقد (پیسہ) اور کپڑا خَتم کے بغیر دیا جاتا ہے اور اُس کا ثواب میّت کو مل جاتا ہے۔ گویا ہم نے اِس طرح کرکے "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" (آسانی کرو اور سختی نہ کرو) پر عمل کیا ہے یعنی مسائل و اَحکامِ شرعیہ (دینی قوانین اور مسائل) وغیرہ میں آسانی کرو مشکلات کھڑی نہ کرو۔

---

22) (صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب وكان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم، 2700/6، الحديث 6986، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

23) (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، 2238/5، الحديث 5663، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

سوال: ایصالِ ثواب کے مُروَّجہ (رائج شدہ) طریقہ سے کفّار کے ساتھ مُشابہت ہے کیونکہ وہ بھی مُردوں کی تیرہویں کرتے ہیں؟

جواب: کفّار سے ہر مُشابہت منع نہیں بلکہ بُری باتوں میں مُشابہت منع ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ جو کفّار کی دینی یا قومی علامت بن چکا ہے، جس کو دیکھ کر لوگ اُس کو کافر قوم کا آدمی سمجھیں جیسے کہ دھوتی، چوٹی، زنّار (جو ہندو یا عیسائی پجاری اپنے جسم پر باندھتے ہیں)، ہیٹ (ایسا مخصوص ہیٹ جو کسی قوم کا مذہبی یا قومی شعار ہو) وغیرہ ورنہ بہُت سے اُمور ہم کرتے ہیں بعینہٖ ہندو بھی کرتے ہیں۔ نقشہ ملاحظہ کریں:

نمبر شمار	مسلمان	ہندو
۱	تبرُّک کے لئے آبِ زم زم لاتے ہیں۔	گنگا کا پانی تبرُّک کے طور پر لاتے ہیں۔
۲	آبِ زم زم سے نہاتے ہیں شِفاء سمجھ کر۔	گنگا کے پانی سے اشنان (غسل) کرتے ہیں۔
۳	مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔	ہندو وید (ہندوؤں کی مذہبی کتابیں) پڑھتے ہیں اور سِکھ گرنتھ (یعنی سکھوں کی مذہبی کتاب) پڑھتے ہیں۔
۴	مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔	ہندو برَت رکھتے ہیں۔
۵	ہم اپنے گناہوں کو مٹانے کے لئے بیت اللہ میں حج کرتے ہیں۔	وہ بزُعمِ خُویش (اپنے ہی گمان میں) پوِتَّر (پاک) ہونے کے لئے ہر دوار جاتے ہیں۔
٦	ہم خدا کے سامنے نماز میں سجدہ کرتے ہیں	وہ اپنے بُتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں

بلکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں، بُت پرستوں کی نماز کا ذکر بھی فرمایا: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ الخ۔ (الانفال:35)

یعنی اور نہ تھی اُن کی نماز بیت اللہ کے نزدیک۔

اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن (مشرکین) کا طواف کرنا اور لبیک لبیک پکارنے کی تصریح (یعنی واضح طور پر ذکر) فرمائی ہے تو کیا پھر ہم اپنے جُملہ اُمور (تمام کام) ترک کر دیں؟ ایسے ہی حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہود کا روزِ عاشورہ (دس محرم کا روزہ) سُن کر روزہ رکھا اور اُمّت کو اِستحبابی اَمر (یعنی پسندیدہ عمل) بھی فرمایا ہے۔ اِن جملہ اُمور میں غیروں (یعنی کافروں، ہندوؤں اور یہودیوں) سے کھلی مُشابہت ناجائز نہیں، جب تک اُن جیسا عقیدہ نہ ہو (یعنی نیت اور عقیدہ کا فرق لازم ہے)۔ اِس سے وہابیوں کا وہ اعتراض بھی اُٹھ گیا کہ مُشرک بُتوں کو خدا تعالیٰ کا وسیلہ سمجھتے تھے اور تم ولیوں، نبیوں کو (وسیلا مانتے ہو)؛ لہٰذا مشرکوں اور تم (یعنی اہل سنت/ بریلویوں) میں کوئی فرق نہیں۔ تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ وہ بُتوں کو وسیلہ مانتے ہیں معبود سمجھ کر (یعنی ان کی عبادت کرتے تھے)، اور ہم وسیلہ بناتے ہیں محبوب سمجھ کر (یعنی عزت و محبت کے مقام پر رکھتے ہیں، عبادت نہیں کرتے)۔

سوال: ایصالِ ثواب کا کون منکر ہے یہ جو تم نے مقرر کر کے جمعراتیں وغیرہ کرتے ہو یہ حرام اور ناجائز ہے؟

جواب: یہ بھی انکار کا ایک حیلہ (یعنی بہانہ یا چالاکی سے نکالا گیا اعتراض) ہے۔ اس کا تفصیلی جواب فقیر نے "نعم المعین فی جواز التعیین" میں لکھ دیا ہے۔ یہاں صرف دیوبندیوں کے پیر و مُرشِد کا ایک حوالہ پیش کر رہا ہوں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ " فیصله هفت مسئله" کے دوسرے مسئلہ "فاتحہ مروجہ" کے عنوان کے تحت سوالِ مذکور کا جواب لکھتے ہیں کہ "رہا تعیینِ تاریخ (یعنی تاریخ معیّن کر لینا) تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو (یعنی جس عمل کو کسی مخصوص وقت پر کیا جائے) تو اُس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضروری رہتا ہے، اور نہیں تو یہ سال بہ سال گزر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ اِس قسم کی مَصلِحتیں (یعنی فوائد اور حکمتیں) ہر اَمر میں ہیں، جن کی تفصیل طَویل (لمبی) ہے۔ محض بطورِ نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطعِ نظر مَصالِح مذکورہ کے (یعنی اگر ان بیان کی گئی حکمتوں کو بھی نظر انداز کر دیں) اُن میں بعض

اَســرار (یعنی پوشیدہ حکمتیں) بھی ہیں۔ پس اگر یہی مَصالِح (مَصلحتیں) بنائے تخصیص ہوں (یعنی مخصوص دن یا تاریخ مقرر کرنے کی بنیاد یہی مصلحتیں ہوں) تو کچھ مُضائِقہ (حرج) نہیں۔"[24]

تبصرہ اُویسی: حاجی صاحب مرحوم نے صحیح فرمایا کہ تاریخ کی تعیین سے ہم سنّی اپنے مُردوں کے ایصالِ ثواب میں کبھی کوتاہی یا کمی نہیں کرتے۔ دیوبندیوں کے مُردے قبروں میں اُنہیں بددعائیں دے رہے ہیں، کیونکہ تعیین کے چکّر سے خود ایصالِ ثواب کے عمل سے محروم ہیں۔ ہم نے تو کبھی نہیں سُنا کہ فُلاں دیوبندی یا وہابی قُل خوانی، تیجہ وغیرہ کررہا ہے۔

عَقلی دلیل: اگر تعیُّن (وقت، دن یا تاریخ مقرر کرنا) فِی الواقع (واقعی) بدعت گناہ ہے، تو پھر اِس قسم کا دعویٰ کرنے والے خود کو اِس فتویٰ (شرعی حکم) کی زَد سے نہیں بچاسکتے مثلاً کوئی صاحب جلسہ کرانا چاہتے ہیں اُس میں مختلف عُلماءِ کرام کی شرکت بھی ضروری ہے اور عوام کو اُس جلسہ کی اطلاع ضروری ہے اور جلسہ کا موضوع بتانا بھی لازمی ہے، تو اشتہار میں کوئی تعیین (وقت، تاریخ یا موضوع کا تعین) نہ کریں مثلاً اشتہار کا عنوان کچھ یوں ہو، جلسہ یا کانفرنس کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ اور کسی دن کے کسی وقت کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کا کوئی جلسہ مُنعقِد کیا جائے گا۔ جس میں کوئی مولوی صاحب کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کی کوئی تقریر کریں گے۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض کوئی نہ کوئی صاحب ضرور ادا کریں گے۔ کوئی صاحب آکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کریں (مزید بڑھائیں گے)۔(المشتھر کوئی بندہ خدا)

ایسے اشتہار چھاپنے والے کو پاگل نہیں پاگلوں کا باپ کہیں گے اور نہ ہی یہ جلسہ وغیرہ کسی کام کا (فائدے کا) جب تک کہ اُس میں سَن (سال)، ماہ (مہینہ)، یوم (دن)، وقت، جلسہ کا مقصد (جس مقصد کے لیے جلسہ رکھا گیا ہو) اور جلسہ گاہ اور مقام وغیرہ کی تعیین نہ ہوگی۔ تو جیسے جلسہ کے لئے درجنوں تعیینات (تفصیلات) ضروری تو نہیں لیکن مَصلِحَت و ضرورت (فائدے اور ضرورت) کے تحت لازمی بھی ہیں۔ ہم منکروں (انکار کرنے والوں) کو یہی کہتے ہیں کہ بے شک روڑے اٹکالو (رکاوٹیں ڈالو) لیکن ایصالِ ثواب (مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کا عمل) ہم کریں گے ضرور۔ ایسے ہی شادی بیاہ اور دیگر کاروبار (تقریبات اور تجارت وغیرہ) سمجھ لیجئے۔ ثابت ہوا کہ تعیین (وقت، جگہ یا مقصد طے کرنا) محض مَصلِحَت کے طور (صرف کسی فائدے یا ضرورت کے لیے) ہو تو اس سے حلال اور جائز فعل (درست اور شرعی طور پر جائز کام) حرام یا ناجائز نہیں ہو جاتا۔

فیصلہ سیّدنا مُجدِّد اَلف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

و ایضا پرسیدہ بودند کہ خَتم کلام اللہ کردن ونماز نفل گزاردن وتسبیح وتہلیل کردن وثواب آں را بوالدین یا باستادیا باخوان دادن بہتر است یا باکسے ندادن بہتر ندانند کہ دادن بہتر ست۔ کہ ہم نفع بغیر ست دہم نفع نجود ودرنادادن نفع مخصوص بخودست ونیز شاید بطفیل دیگران کہ ہم نفع آں عمل را قبول فرما یند و السلام۔(مکتوبات شریف، حصہ ہفتم دفتر دوئم، مکتوب صفحہ ۷۸،۷۷)

یعنی سیّدنا مُجدِّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ نے پوچھا تھا کہ قرآن مجید خَتم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اُس کا ثواب والدین کو یا اُستاد یا بھائیوں کو بخش دینا یہ بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے؟ جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اِس لئے کہ اُس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کے طُفیل اُس کا عمل بھی قبول ہو جائے۔(والسلام)

آخری گزارش: اَمواتِ مسلمین کو ہدیۂ اجر و ثواب باجماعِ اہلِ سنّت وہ کارِ خیر (اچھا عمل) مَندوب (جس کی ترغیب دی گئی ہو) ہے کہ خود شرعاً محبوب (چاہی جانے والی چیز) بلکہ مطلوب ہے۔ خود اَحادِیثِ کریمہ میں اس پر ترغیب وارد کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ تم میں سے جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔ یہ حکم عام اور شامل ہے اور اُس میں ہر مسلمان بھائی داخل، خواہ وہ زندہ موجود ہو یا مردہ مرحوم (جو دنیا سے رخصت ہو چکا ہو)۔[25]

---

24) (فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، دوسرا مسئلہ، فاتحہ مروجہ، ص30، مسلم کتابوی لاہور)

25) (یعنی اس میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے کہ جس کو ہم فائدہ پہنچاتے ہیں وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، دونوں میں ثواب پہنچانا مطلوب ہے۔)(نوری)

جیسا ایصالِ ثواب کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اُس سے اُسے فائدہ پہنچے گا اور وہ مرحوم اُس ثواب کو پاکر خوش ہو گا۔ تو اِس کارِ خیر سے روکنے کے لئے بہانے تراشنا اور تعیین (خاص وقت یا دن کی شناخت) کو حِیلہ (بہانہ) بنا کر آڑے آنا کہ فُلاں تاریخ و فُلاں دن کی خصوصیّت نے یا فُلاں طریقے کی رعایت نے اُسے بِدعت بنا دیا۔[26] کسی سَفیر (پیغام رسان) و احمق جاہل کا کام ہو سکتا ہے یا پھر اُن گمراہوں اور گمراہ گروہوں کا جو اپنے بُطُون (دلوں) میں جراثیم وہابیت (غلط عقائد) لئے پھرتے ہیں اور مسلمان میں اِفتراق (اختلاف) و اِنتشار پھیلا کر اُنہیں اُمورِ خیر سے عار (شرم) دلا کر اَہلِ سنّت و جماعت کے اِجماع (اتفاق) کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔[27]

مسلمان بھائی تو اتنا یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کے لئے مساکین (غریبوں) کو کھانا کھلانا یا اُن میں تقسیم کرنا اور نیک نیّت سے خَیرات کرنا جس میں نہ محتاج (ضرورت مند) پر احسان رکھا جائے نہ اُس کو تکلیف دی جائے اور نہ کھانے کی بے حُرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لئے پانی رکھنا، دانہ ڈالنا حتّٰی کہ کتّے کو روٹی ڈالنا، مسکین کو کپڑا دینا، میلاد شریف پڑھوانا اِن کے علاوہ اور جو اجر و ثواب کی باتیں ہیں اُن کا عمل میں ہونا اور اُن کا ثواب میّت کو پہنچانا بلا شُبہ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

یونہی قرآن مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں رکھنا صدقہ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اُس کے رکھنے والے اور میّت کو ثواب پہنچے گا اور کیسا ثواب؟ ہر حرف پر دس نیکیاں جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا: "میں نہیں کہتا "الم" ایک حرف ہے بلکہ "الف" ایک الگ حرف ہے، "لام" الگ حرف ہے، "میم" الگ حرف ہے۔"

یونہی میّت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے، وہ جب تک تَر ہے ربّ العزّت کی تسبیح کرتا ہے اور اُس سے میّت کا دل بہلتا ہے اور اِن جُملہ اُمورِ مذکورہ بالا سب کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اور وہ اُس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے۔ ملائکہ اُن ثوابوں کو نور کے طَبق (برتن) میں رکھ کر میّت کے پاس لے جاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گُور (قبر) والے! یہ ثواب تیرے فُلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔ (حاشیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

دوقدم آگے: دیوبندی وہابی موجی لوگ ہیں مسئلہ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پر آجائیں تو پھر چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ اِس کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب "دیوبندی شتر مرغ" میں لکھ دی ہے کچھ وہی بات یہاں ہے۔

دیوبندی کے امامِ اوّل مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بُہتان تراشی کی کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"[28] (معاذ اللہ) لیکن اُس کے چیلے موج میں آگئے تو ایک عام مسلمان مردے کے لئے لکھ دیا مثلاً خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ میں ہے:

میّت کو ایصالِ ثواب کرنے والوں کا تعارُف کرایا جاتا ہے: میّت کو جب یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا ہے؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا ہے؟ تو اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں تمہارا مُرید، تمہارا خلیفہ، تمہارا شاگرد، تمہارا بیٹا، بیوی، خاوند، سوہرا، داماد کوئی بھی جو رشتہ دار ہے اُس نے یہ ثواب بھیجا ہے اور اگر جان پہچان نہ ہو مثلاً میں کہوں: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا اللہ اِس کا ثواب میرے ابّا سے ساتویں پُشت تک دادا اور میری امّاں سے ساتویں پُشت تک نانی نانا جتنے فوت ہو چکے ہیں سب کو پہنچے، تو اب وہ جتنے ہیں اماں کے علاوہ نَنھیال اور دَدھیال میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو اب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک ہے آدمی جس کا نام ہے مثلاً بشیر احمد، اُس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے تو زندہ انسان کے ذریعے جسے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے مرنے والوں کو اُس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے۔ وہ روحیں خوش ہوتی ہیں اِس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے اور ضرور پہنچانا چاہیے۔

---

26) (یعنی بعض لوگ ایصالِ ثواب کے کاموں کو بدعت کہتے ہیں اور اُس پر اعتراض کرتے ہیں، حالانکہ اُس سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتی ہے۔) (نوری)

27) (یعنی بعض لوگ گمراہ عقائد رکھتے ہیں اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرتے ہیں تاکہ اچھے کاموں سے روک سکیں اور مسلمانوں کے اتفاق کو توڑ سکیں۔) (نوری)

28) (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان از اسماعیل دھلوی، ص 81، بیت القرآن، لاہور)

تبصرہ اُویسی: مسلمانو! خدارا سوچو کہ ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اور اُنہیں کیا خبر دنیا میں کیا ہو رہا ہے، لیکن دوسری طرف ایک عام مسلمان کو مثالیں دے کر یوں باوَر کرایا جارہا ہے گویا مُردہ قبر سے اُٹھ کر باہر ڈیرے میں بیٹھا ہے اور گھر پر کھانا پکا کر گیا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ کھانا گھر سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ گیارہویں شریف کے ایصالِ ثواب پر بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم غریبوں کا تحفہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کرتے ہیں، تو باقاعدہ تقاریر میں یہی بتایا جاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو کر دعا فرماتے ہیں۔ تو اِسی قاعدہ پر دیوبندی حضرات ہمارے ساتھ مل کر گیارہویں کریں کیونکہ اُن کے اکابر کے لیے غوثِ اعظم پیرانِ پیر ہیں۔ اگر وہ گیارہویں خود نہیں کرسکتے تو پھر اُنہیں حرام کہنا یا اُس سے منع کرنے کی گندی عادت چھوڑ دینی چاہیے۔

خلاصۂ کلام: یہ ایصالِ ثواب (ثواب بھیجنا) ہر دن ممکن ہے اور اِسی خصوصیّت (خاصیت) کے سبب یا کسی مَصلِحَت (مفاد) کے پیشِ نظر ایک تاریخ کا اِلتزام (پابندی) جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جانے کچھ مُضایقہ (نقصان) نہیں رکھتا۔ رسولِ اکرم ﷺ ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے، کیا اتوار یا منگل کو رکھتے تو نہ ہوتا یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ نے پیر کا روزہ واجب سمجھا۔ یہی حال فاتحہ، سوم و دَہُم و بَستم و چِہلم کا ہے کہ کسی نہ کسی مَصلِحَت (مفاد) کے مدِ نظر اُن کی تعیین کرلی گئی ہے۔ یہ تحقیقات نہ شرعی تحقیقات ہیں نہ اُن کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ جاہل سے جاہل بھی کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اُسی دن یا تاریخ کو ثواب پہنچے گا اگر کسی اور دن تاریخ میں کیا جائے تو نہ پہنچے گا۔

مقرر کرنا: یہ محض رِواجی اور عُرفی بات ہے جو اپنی سہولت و آسانی کے لئے مسلمانوں میں معمول و مُروَّج (رائج) ہے۔ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن کریم کی تلاوت اور خیر خَیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور بہت دنوں تک جاری رہتا ہے۔ اُس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص ایّام کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ اُسے ناجائز جانتے ہیں، تو یہ مسلمانوں پر ناحق بدگمانی اور صَریح اِفتراء (کھلا جھوٹ باندھنا) ہے۔ ورنہ یوں تو ہر مسلمان ایسی خرافات کرنے والوں کو لاجواب و خاموش و مَبہوت (حیران وپریشان) کردینے کی نیّت سے کہہ سکتا ہے کہ روٹی کھاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی بھی ضرورت نہیں پیٹھ کے پیچھے رکھ کر بھی کھاسکتے ہیں اور سر پر رکھ کر توڑ سکتے ہیں۔ مگر اے مخالفو! منکرو! یہ جو تم نے اِلتزام (لازم) کررکھا ہے کہ روٹی سامنے ہی رکھ کر کھاتے ہو تو کیا یہ شرعاً فرض و واجب ہے؟ اگر ہے تو دلیل و سند لاؤ اور نہیں تو اپنی ضِد سے باز آؤ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے نزدیک جو واجب نہ ہو اُس کے التزام سے شیطان کا حصّہ آجاتا ہے، تو ثابت ہوا کہ وہابیہ شیطان کا حصّہ کھاتے ہیں۔

غَرض تاریخ و یوم (دن) کی تخصیص و تعیین (معین اور خاص کرنا) عُرفی ہے جس سے ثواب میں خَلل نہیں آتا۔ یہ تخصیصات خالقِ کائنات نے مُباح (جائز) کی ہیں تو جب تک یہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں مُباح و مَندوب ہی رہیں گی اِسی کی طرف اشارہ ہے اِس حدیث شریف میں کہ

فَإِنَّ صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ[29] یعنی ہفتہ کا روزہ مباح ہے نہ واجب۔

کہ آدمی کو اُس کے ترک کرنے (چھوڑنے) پر گناہ لازم آئے اور نہ اُس پر ممانعت وارد (روکنے کا حکم آیا) کہ حکم عُدولی (حکم کی نافرمانی) قرار پائے اور مُوجبِ عتاب (ناراضگی کا سبب) ہو۔ منکرین یہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں تو مانتے نہیں کہ آج کل جس طرح مَدارِس، خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان اُن کو فعلِ ثواب سمجھتے ہیں تو کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے نبی اکرم ﷺ نے اُس سے منع فرمایا اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو دل سے حکمِ شرعی گھڑ کر (بناکر) شریعت پر اِفتراء کیوں کرتا ہے۔

---

29) (مسند الإمام أحمد، باقي مسند الأنصار، حديث الصماء بنت بسر رضي الله عنها، 368/6، الحديث26536، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)
(مجمع الزاوئد ومنبع الفوائد، كتاب الصيام، باب صيام السبت والأحد، 198/3، الحديث5200، مكتبة القدسي، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

ایصالِ ثواب کی تاریخ مقرر نہ کرنے کی حکمت: ہم بار بار کہتے چلے آرہے ہیں کہ تعیین ہمارے نزدیک مصلحتاً (فائدے یا ضرورت کی وجہ سے) ہے واجب اور ضروری نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعیّن نہ ہونے میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔ اُن میں ایک فرقہ دیوبند کے خدام الدین شیر انوالہ گیٹ لاہور سے سنیئے:

ایصالِ ثواب ہر وقت اور ہر جگہ کیا جاسکتا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی رحمت کی وجہ سے کوئی تاریخ مقرّر نہیں کی۔ اِس لئے کہ مرنے والے پچھلوں کی امداد (مدد) کے لئے بیقرار ہوتے ہیں۔ اب اگر خدا کوئی تاریخ مقرّر کرتا تو اتنی تاریخ تک تو وہ ثواب کا ذخیرہ جمع رہتا اور جب وہ تاریخ آتی پھر وہ تقسیم ہوتا۔ اگر کوئی دن خدا مقرّر کر دیتا تو کچھ دن پہلے وہ انتظار میں گزرتے پھر اُن کے پاس پہنچتا تو اللہ تعالیٰ کی کھلی رحمت نے مرنے والوں کی احتیاج (ضرورت) کو نظر میں رکھ کر نہ وقت کی کوئی قید رکھی کہ فُلاں وقت میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی دن کی تعیین کی کہ فُلاں دن میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی تاریخ مقرّر کی کہ فُلاں تاریخ کو ثواب پہنچتا ہے، نہ کوئی مہینہ مقرر کیا ہے کہ فُلاں مہینے پہنچایا جاتا ہے، نہ کوئی جگہ مقرر کی کہ فُلاں جگہ پر پہنچنے سے ثواب ملتا ہے۔ جب تک اُس جگہ پر نہ پہنچیں ثواب نہیں پہنچتا اور نہ یہ کبھی اتنے افراد اکٹھے ہوں اور فلاں فُلاں اکٹھے ہوں تب ثواب پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹے ہر پل اور ہر ذریعے سے راستے کھول رکھے ہیں۔ نہ کسی کو بلانے کی ضرورت ہے، نہ کسی کا انتظارہ، ے نہ کسی وقت کا انتظار ہے، نہ کسی مہینے کا انتظار ہے، نہ کوئی خاص مشکل صورت ہے۔ بس کہہ دو کہ یہ پڑھا ہے اِس کا ثواب فُلاں کو پہنچے یا دعا مانگو کہ یا اللہ فُلاں کی مغفرت کر دے یا کوئی چیز فی سبیل اللہ دی ہے اُس کا ثواب فُلاں کو پہنچے۔ (خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء)

سنّی بریلوی اور وھابی دیوبندی جھگڑا ختم: الحمدللہ یہی ہم کہتے ہیں صرف فرق یہی ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے چند اُمور مصلحتاً عمل میں لائے ہیں جیسے تعلیمِ اسلامی کے پھیلانے کے لئے مدارس قائم کر کے ہزاروں بدعات جاری کی جاتی ہیں، جو عملاً نہایت ضروری ہوتی ہیں لیکن وہ شرعی ضروری نہیں بلکہ مَصلِحتی ہیں ایسے ہی ایصالِ ثواب کی ضروریات ولَوازمات (ضروری چیزیں اور ان کے ساتھ جڑے کام) اور اَسماء (ناموں) کی جِدّت (نیا پن یا تخلیق) وغیرہ وغیرہ۔

خاتمہ بالخیر: تجربہ شاہد ہے کہ جس نے کسی کام کو نہیں کرنا ہے لیکن اُس کا صریح انکار بھی نہیں کر سکتا تو پھر وہ بہانے بناتا ہے اور معقول (سمجھ میں آنے والے) اور نامعقول (جو سمجھ میں نہ آنے والے ہوں) قسم کے عذر تراشتا ہے۔ کچھ یہی حال دیوبندیوں، وہابیوں کا ہے کہ ایصالِ ثواب (مردوں کو اجر وثواب پہنچانا) سنّت ہے لیکن اُس سنّت کی ادائیگی کے مختلف طریقے ہیں۔ اب یہ لوگ کھلم کھلا ایصالِ ثواب کا تو انکار نہیں کر سکتے لیکن اُن کے طریقوں کے انکار میں ہزاروں حیلے بہانے بنائے جن کے متعلق فقیر اِس رسالہ کے علاوہ دوسری تصانیف میں بہت کچھ لکھ چکا ہے اور ہمارے اکابر بھی اُن کے منہ کر گئے، لیکن کیا کیا جائے یہ بیچارے عادت سے مجبور ہیں۔ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا ہی لیتے ہیں۔ اب دو نئے بہانے تراشے ہیں اُن کے جوابات بھی ضروری ہیں۔

سوال: یہ کہاں کا اُصول ہے کہ پڑھے کوئی اور بخشے کوئی مثلاً خَتم پڑھنے والا خَتم کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں ہم نے فُلاں فُلاں ثواب تمہارے مِلک (یعنی تمہاری ملکیت میں) کیا؟

جواب: یہ سوال جاہل دیوبندی تو کر سکتا ہے ورنہ اُن کے اَہلِ علم جانتے ہیں کہ شریعت میں تملیکِ ثواب (ثواب کا مالک بنانا) جائز ہے یہ بھی اُسی قَبیل (قسم) سے ہے۔

جاھلانہ سوال: نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تم لوگ (اہل سنّت) زندہ مانتے ہو اور خَتم شریف مُردوں (اموات) کے لئے ہوتا ہے یا نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مُردہ مانو (معاذ اللہ) یا اُن کے لئے میلاد شریف وغیرہ میں خَتم نہ پڑھا کرو؟

عالمانہ جواب: یہ سوال عوام اور جُہلاء (جاہل لوگوں) پر معمولی طور پر مؤثر (اثر ڈالنے والا) ہو جاتا ہے لیکن اَہلِ علم کے نزدیک یہ سراسر جہالت کا مجموعہ (جاہلیت کی مکمل حالت) ہے اِس لئے کہ خَتم شریف سے مقصد ایصالِ ثواب ہے جیسے تفصیل گزری اور ایصالِ ثواب اور ایسے ہی ثواب کی تملیک (مالک بنانا) زندوں کے لئے

بھی ہوتی ہے جیسے "حجِّ بدل" زندہ انسان زندہ آدمی کے لئے پڑھتا ہے اور ایسے ہی نفلی عبادات پڑھ کر نیّت کرے کہ اِس کا ثواب فُلاں زندہ کے اَعمال نامہ میں لکھا جائے جیسے ہم حُجّاج (حاجیوں) کو طواف و عمرہ ودیگر نَوافل وغیرہ کے لئے وصیّت کرکے روانہ کرتے ہیں۔ اِس قسم کی ہزاروں مثالیں شریعتِ مُطہَّرہ میں موجود ہیں اور ہم اَہلِ سنّت تو اپنی ہر نیکی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

خلاصۂ جواب: اَہلِ علم کو معلوم ہے کہ اپنا ثواب جسے مُردے کو بخشا جاسکتا ہے ایسے ہی زندہ کو مثلاً "حَجِّ بدل" جو پڑھنے جائے گا اُس کا ثواب بھیجنے والے کو ملے گا، جانے والا اُن اعمال کا نائبِ محض (ان اعمال کا مکمل نمائندہ) ہے۔ ایسے ہی جُملہ عبادات فرائض وواجبات کے علاوہ سب دوسرے انسان کو بخش سکتا ہے بلکہ بعض فرائض بھی دوسرے کی طرف سے ادا ہو جاتے ہیں اِس کی تفصیل کُتُبِ فقہ میں موجود ہے۔

هذا آخر ما رقمه

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۴ ج ا ء ۱۴۱۱ھ